# سورة الفيل

آیاتها ۵ ۱۰۵ سُورَةُ الْفِیلِ مَکِّیَّۃٌ ۱۹ رکوعها ۱

علماء کا اتفاق ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝

''کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھیوں والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''۔

اس میں پانچ مسائل ہیں:

## استفہام سے مراد تقریر ہے

**مسئلہ نمبر1**۔ اَلَمْ تَرَ یعنی کیا آپ کو خبر نہیں دی گئی؟ ایک قول یہ کیا گیا: کیا آپ علم نہیں رکھتے (1)؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سنا؟ لفظ (ہمزہ) تو استفہام کا ہے معنی تقریر کا دے رہا ہے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے لیکن حکم عام ہے یعنی کیا آپ کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا یعنی یقیناً تمہیں علم ہے اور جہاں میں نے تم پر احسان کیا تھا اس جگہ کو تم جانتے ہو۔ تو تمہیں کیا ہو گیا ہے تم ایمان نہیں رکھتے۔ كَیْفَ محل نصب میں ہے اس کا عامل فعل ہے اَلَمْ تَرَ نہیں کیونکہ اس میں استفہام کا معنی موجود ہے۔

## فیل کی لغوی تشریح

**مسئلہ نمبر2**۔ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ فیل (ہاتھی) ایک معروف جانور ہے اس کی جمع أفیال، فُیول اور فِیلہ آتی ہے۔ ابن سکیت نے کہا: تو افیلۃ نہ کہہ اس کی مونث فیلۃ ہے اس کے مالک سوار کو فَیّال کہتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا: یہ جائز ہے کہ فیل کا اصل وزن فُعْل ہو تو یاء کی وجہ سے اسے کسرہ دیا جائے گا، جس طرح کہا جاتا ہے: أبْیَض، بِیْض۔ اخفش نے کہا کہ فُعْل کو فِعْل بنانا یہ واحد کے صیغہ میں نہیں ہوتا یہ صرف جمع کے صیغہ میں ہوتا ہے۔ ایک جملہ بولا جاتا ہے: رجل فیل الرأی ایسا آدمی جس کی رائے کمزور ہو اس کی جمع افیال ہے اسی طرح رجل فال ایسے آدمی کو کہتے ہیں جس کی رائے کمزور ہو اور فہم و فراست میں خطا کرنے والا ہو۔ اس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: فال الرأی یَفِیلُ فَیُولَۃ اسی طرح فیل رأیۃ تفییلاً اس نے اپنی رائے کو کمزور کیا فھو فَیّل الرأی۔

---

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 321

## اصحاب فیل کا واقعہ

**مسئلہ نمبر 3**۔ اصحاب فیل کا واقعہ۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ ابرہہ نے صنعا میں قلیس بنایا یہ ایک گرجا تھا روئے زمین پر اس زمانہ میں اس کی مثل کوئی چیز نہ دیکھی گئی اور وہ نصرانی تھا پھر اس نے نجاشی کو خط لکھا: اے بادشاہ! میں نے تیرے لیے گرجا بنایا ہے جو بادشاہ آپ سے پہلے گزرے ہیں ان کے لیے ایسا گرجا نہیں بنایا گیا تھا میں اس سلسلہ کو اس وقت تک ختم نہ کروں گا یہاں تک کہ میں عربوں کے حج کو اس طرف پھیر دوں۔ جب عربوں کو ابرہہ کے خط کا پتہ چلا جو اس نے نجاشی کی طرف لکھا تھا تو نسأة (1) کا ایک آدمی اس پر غضبناک ہو گیا وہ اپنے گھر سے چلا اور گرجا میں آیا وہاں قضائے حاجت کی پھر وہاں سے نکلا اور اپنے علاقہ میں چلا گیا۔ اس کے بارے میں ابرہہ کو آگاہ کیا گیا۔ اس نے پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ اسے بتایا گیا: یہ کام بیت اللہ شریف سے عقیدت رکھنے والوں میں سے ایک نے کیا ہے وہ بیت اللہ جو مکہ مکرمہ میں ہے جس کی طرف حج کرتے ہیں جب اس نے تیرے قول کو سنا کہ میں عربوں کے حج کو اس کی طرف پھیر دوں گا وہ آدمی غضبناک ہو گیا وہ آیا اور اس نے پاخانہ کر دیا یعنی یہ جگہ اس کے اہل نہیں۔ یہ بات سن کر ابرہہ غضبناک ہوا اور قسم اٹھائی وہ بیت اللہ کی طرف جائے گا اور اس کو گرا دے گا۔ اس نے ایک آدمی بنو کنانہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ بنو کنانہ کو اس گرجا کے حج کی دعوت دے، بنو کنانہ نے اس آدمی کو قتل کر دیا اس قتل نے ابرہہ کے غصہ میں اور اضافہ کیا پھر اس نے حبشیوں کو حکم دیا تو انہوں نے حملہ کی تیاری کی پھر وہ چلا اور ہاتھیوں کو بھی ساتھ لیا عربوں نے اس بارے میں سنا تو انہوں نے اس امر کو عظیم جانا اور اس وجہ سے گھبرائے اور یہ خیال کیا کہ اس کے خلاف جنگ کرنا ہم پر فرض ہے جب انہوں نے یہ سنا تھا کہ یہ بیت اللہ شریف کو گرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اہل یمن کے معززین اور اس کے بادشاہوں میں سے ایک آدمی ذونفر اس کام کے لیے نکل کھڑا ہوا اس نے اپنی قوم کو دعوت دی اور عربوں میں سے جو بھی ابرہہ سے جنگ کرنے کے لیے تیار تھا اور بیت اللہ شریف کے دفاع کے لیے تیار تھا سب کو دعوت دی کیونکہ ابرہہ بیت اللہ شریف کو گرانا چاہتا تھا اور اسے برباد کرنا چاہتا تھا تو اس کی آواز پر لبیک کہا جس نے بھی کہا۔ پھر وہ ذونفر ابرہہ کے بالمقابل آیا اس سے جنگ کی ذونفر اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ ذونفر پکڑا گیا تو اسے ابرہہ کے سامنے پیش کیا گیا جب ابرہہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ذونفر نے اسے کہا: اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کر ممکن ہے میرا تیرے ساتھ باقی رہنا تیرے حق میں میرے قتل سے بہتر ہو۔ ابرہہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ ترک کیا اور اپنے ہاں قید کر دیا ابرہہ ایک بردبار آدمی تھا۔ پھر ابرہہ اپنے راستہ پر چلتا رہا جس مقصد کے لیے وہ نکلا تھا اس کا ارادہ کرتا تھا، یہاں تک کہ جب وہ خثعم کے علاقہ میں تھا تو نفیل بن حبیب خثعمی اپنے دو قبیلوں شہران اور ناہس اور اپنے پیروکار عرب قبائل کے ساتھ سامنے آ گیا۔ ابرہہ سے جنگ کی اور ابرہہ نے اسے شکست دے دی نفیل کو پکڑ لیا گیا۔ اسے ابرہہ کے پاس لایا گیا جب ابرہہ نے نفیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو نفیل نے کہا: اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کر میں عرب علاقے میں تیرا رہنما بنتا ہوں یہ میرے دونوں ہاتھ

---

1۔ النساۃ ان لوگوں کو کہتے جو دور جاہلیت میں عربوں پر مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا فیصلہ کیا کرتے تھے جس کے بارے میں قرآن میں بھی یہ حکم ہے۔ بے شک مہینے کو آگے پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے۔

میرے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس کی جانب سے حکم سننے اور طاعت کرنے پر تیری بیعت کرتے ہیں۔ اس نے نفیل کو چھوڑ دیا اور اسے ساتھ لے لیا تاکہ وہ راہنمائی کرے یہاں تک کہ ابرہہ جب طائف پہنچا تو مسعود بن معتب بنو ثقیف کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا انہوں نے ابرہہ سے کہا: اے بادشاہ! ہم تیرے غلام ہیں، تیرے حکم سننے والے اور تیرے حکم کی اطاعت کرنے والے ہیں ہمارا تیرے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہمارا یہ گھر یعنی لات وہ گھر نہیں جس کا تو ارادہ کرتا ہے جس گھر کا تو ارادہ رکھتا ہے وہ مکہ مکرمہ میں ہے، ہم تیرے ساتھ وہ آدمی بھیج دیتے ہیں جو تیری راہنمائی کرے گا۔ ابرہہ نے ان سے درگزر کیا اور ابرہہ کے ساتھ ابو رغال کو بھیج دیا یہاں تک کہ اسے مغمس کے ہاں ٹھہرایا جب اسے وہاں پڑاؤ کروایا تو ابو رغال مر گیا عرب اس کی قبر پر پتھر مارتے ہیں مغمس میں یہ وہی قبر ہے جس پر لوگ پتھر مارتے ہیں۔ اس بارے میں شاعر کہتا ہے:

وأرجم قبرہ فی کل عام ۔۔۔ کرجم الناس قبر أبی رغال

میں ہر سال اس کی قبر پر پتھر مارتا ہوں جس طرح لوگ ابو رغال کی قبر پر پتھر مارتے ہیں۔

جب ابرہہ مغمس میں ٹھہرا تو اس نے ایک حبشی کو ایک گھڑ سوار دستے کے ساتھ بھیجا جس کو اسود بن مقصود کہتے وہ مکہ مکرمہ پہنچا تو اس نے اہل تہامہ یعنی قریش اور دوسرے لوگوں کے اموال ہانک لیے اور اس مال میں حضرت عبد المطلب بن ہاشم کے دوسو اونٹ بھی پائے۔ ان دنوں وہ قریش کے بزرگ اور سردار تھے۔ قریش، کنانہ، ہذیل اور جو لوگ حرم میں تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ ابرہہ کا مقابلہ کریں پھر انہیں علم ہو گیا وہ ابرہہ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو انہوں نے اس کا ارادہ ترک کر دیا۔ ابرہہ نے حناطہ حمیری کو مکہ مکرمہ بھیجا اسے کہا: اس شہر کے سردار اور معزز آدمی کے بارے میں سوال کر پھر اسے کہہ: بادشاہ کہتا ہے میں تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا میں تو اس گھر کو گرانے آیا ہوں اگر تم جنگ کرنے کے لیے میرے سامنے نہیں آؤ گے تو تمہارے خونوں سے ہولی کھیلنے میں مجھے کوئی غرض نہیں اگر وہ مجھ سے جنگ نہ کرنا چاہتا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ جب حناطہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو اس نے قریش کے سردار اور معزز آدمی کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا وہ عبد المطلب بن ہاشم ہے وہ حضرت عبد المطلب بن ہاشم کے پاس آیا اور ابرہہ نے اسے جو پیغام دیا تھا وہ پیغام آپ کو دے دیا۔ عبد المطلب نے اسے کہا: اللہ کی قسم! ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہمارے اندر اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہے یہ بیت اللہ الحرام ہے اور اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم کا گھر ہے اگر اللہ تعالیٰ ابرہہ سے اس کا دفاع کرے تو یہ اس کا حرم اور اس کا گھر ہے اگر وہ اس کے لیے حلال کر دے تو اللہ کی قسم! ہمارے پاس تو اس کا دفاع کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔ حناطہ نے اسے کہا: اس کے پاس چلیے بادشاہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تجھے اس کے پاس لے چلوں۔ حضرت عبد المطلب اس کے ساتھ گئے جب کہ کچھ بیٹے بھی آپ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ لشکر میں پہنچے انہوں نے ذی نفر کے بارے میں پوچھا جو حضرت عبد المطلب کا دوست تھا حضرت عبد المطلب اس کے پاس گئے جب کہ وہ ابرہہ کی قید میں تھا اسے فرمایا: اے ذونفر! جو مصیبت ہم پر آئی ہے کیا اس سے بچاؤ کی صورت بھی ہے تو ذونفر نے کہا: ایک آدمی جو بادشاہ کی قید میں ہے وہ کیا فائدہ دے سکتا ہے جو اس انتظار میں ہے کہ بادشاہ اسے صبح قتل کر دے یا شام قتل کر دے، جو مصیبت تم پر پہنچی ہے اس بارے میں تو تمہیں

کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا مگر انیس جو ہاتھی کا سائس ہے وہ میرا دوست ہے میں اس کی طرف پیغام بھیجتا ہوں میں اسے تیرے بارے میں تاکیدی بات کرتا ہوں اور تیرے حق کو اس پر عظیم گردانتا ہوں اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ بادشاہ سے تیری ملاقات کی اجازت مانگے تو جو مناسب سمجھے اس سے بات کر لینا اگر اسے کچھ اختیار ہوا تو وہ تیرے بارے میں سفارش کرے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا: یہ میرے لیے کافی ہے۔ ذونفر نے انیس کی طرف پیغام بھیجا ذونفر نے انیس سے کہا: عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں، مکہ مکرمہ کے چشمہ کے مالک ہیں، میدانی علاقہ میں لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشی جانوروں کو کھانا کھلاتے ہیں، بادشاہ نے ان کے دوسو اونٹ پکڑ لیے ہیں انہیں ملاقات کی اجازت لے دیں اور جتنی طاقت رکھتے ہو اتنا انہیں نفع پہنچائیں۔ انیس نے کہا: میں ایسا کروں گا۔ انیس نے ابرہہ سے گفتگو کی انیس نے کہا: اے بادشاہ! قریش کا سردار تیرے دروازے پر موجود ہے جو تجھ سے ملاقات کی اجازت چاہتا ہے وہ مکہ مکرمہ کے چشمہ کا مالک ہے، وہ میدانی علاقوں میں لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشی جانوروں کو کھانا کھلاتا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دیجئے تاکہ وہ آپ سے اپنی حاجت بیان کر سکے۔ ابرہہ نے آپ کو اجازت دے دی۔

حضرت عبدالمطلب بڑے وجیہ، عظیم اور خوبصورت آدمی تھے جب ابرہہ نے آپ کو دیکھا تو انہیں بڑا ذیشان جانا اور انہیں نیچے بٹھانے سے ماورا سمجھا ابرہہ اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور اپنے قالین پر بیٹھ گیا اور حضرت عبدالمطلب کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: انہیں کہو یہ اپنی حاجت کا ذکر کرے تو ترجمان نے حضرت عبدالمطلب سے یہ بات کہی حضرت عبدالمطلب نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ بادشاہ میرے وہ دوسو اونٹ واپس کر دے جو اس نے پکڑ رکھے ہیں۔ جب ترجمان نے ابرہہ کو یہ بات بتائی تو ابرہہ نے اپنے ترجمان سے کہا: اسے کہو جب میں نے تجھے دیکھا تھا تو نے مجھے حیرت میں ڈال دیا تھا، جب تو نے گفتگو کی تو میرے ہاں تیرا وہ وقار باقی نہ رہا۔ کیا تو مجھ سے ان دوسو اونٹوں کے بارے میں گفتگو کرتا ہے جو میں نے پکڑ لیے ہیں جب کہ تو اس گھر کو چھوڑ رہا ہے جو تیرا اور تیرے آباء کا دین ہے اور میں اس گھر کو گرانے کے لیے آیا ہوں۔ تو اس کے بارے میں گفتگو نہیں کرتا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا: میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں بے شک اس گھر کا بھی ایک رب ہے جو اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے ان کے اونٹ واپس کر دیئے۔ حضرت عبدالمطلب قریش کی طرف واپس چلے گئے۔ انہیں تمام واقعہ بتایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکل جائیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ جائیں کیونکہ انہیں دشمن کے لشکر کی جانب سے اذیت کا خوف تھا۔ پھر حضرت عبدالمطلب اٹھے بیت اللہ شریف کے دروازہ کا حلقہ پکڑا اور ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی کھڑی ہوئی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے اور ابرہہ اور اس کے لشکر کے خلاف مدد کے طالب تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا: جب کہ وہ بیت اللہ شریف کے دروازے کا حلقہ پکڑے ہوئے تھے:

لَاهُمَّ إِنَّ الْعَبْدَ يَمْـ ـنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ حِلَالَكْ
لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ عَدْوًا مِحَالَكْ

إنْ يَدْخلوا البلد الحرا م فأمْرٌ ما بَدَالَكْ

"اے اللہ! بندہ اپنے کجاوے کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے حرم کے باسیوں کی حفاظت فرما۔ ان کی صلیب اوران کا مکر زمانہ قریب میں تیری تدبیر پر غالب نہ آجائے۔ اگر وہ بلد حرام میں داخل ہوں تو جو مناسب سمجھے ان کے ساتھ معاملہ کر۔ فأمْرٌ ما بَدَالَكْ سے مراد ہے ایسی چیز جو تجھے مناسب لگے اور وہ ایسی چیز ہے جو ہمارے بارے میں نہیں کیا کرتا تھا۔ حلال، حل کی جمع ہے اور محال کا معنی قوت ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جب حضرت عبدالمطلب نے بیت اللہ شریف کے دروازے کا حلقہ پکڑا تو کہا:

يا ربِّ لا أرْجو لَهُمْ سِواكا يا ربِّ فامنَعْ منهم حِماك

إنّ عدوّ البيت مَنْ عاداك إنَّهُمْ لم يقهروا قُواكا

اے میرے رب! میں تیرے سوا ان کے بارے میں کسی سے کوئی امید نہیں کرتا اے میرے رب! ان سے اپنی چراگاہ کی حفاظت فرما، بے شک تیرے گھر کا دشمن تجھ سے دشمنی کرنے والا ہے وہ تیری طاقت پر غالب نہیں آسکتے۔

عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی نے کہا:

لاهُمَّ أخزِ الأسودَ بن مقصود الآخِذَ الهَجْمَةَ فيها التَّقْلِيدْ

بين حِراءٍ وثَبِيرٍ فالبِيدْ يحبسها وهي أولات التطريدْ

فضمها الى طماطِمٍ سُودْ قَدْ أجْمَعُوا ألّا يكون مَعْبُودْ

ويهدموا البيتَ الحرامَ المَعْمُودْ والمَرْوَتَيْنِ والمَشَاعِرَ السُّودْ

أخفِرْهُ يا ربِّ وأنت محمود

اے اللہ! اسود بن مقصود کو ذلیل ورسوا کر جس نے سو کے قریب اونٹوں کو پکڑ لیا جن کے گلوں میں قلادے تھے، وہ حراء ثبیر کے درمیان تھے کھلے میدان نے انہیں محبوس کر رکھا تھا وہ پے در پے آنے والے ہیں۔ اس نے ان اونٹوں کو کالے عجمی کافر کے سپرد کر دیا انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ کوئی معبود نہ ہو اور یہ ارادہ کر لیا ہے کہ وہ بیت حرام کو گرا دیں جس کا قصد کیا جاتا ہے وہ صفا و مروہ کے آثار مٹا دیں اور حجر اسود کو مٹا دیں اے میرے رب! اس کے عزم کو خاک میں ملا دے بے شک تو محمود ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر حضرت عبدالمطلب نے بیت اللہ شریف کے دروازے کا حلقہ چھوڑ دیا پھر وہ اور آپ کے ساتھی قریشی پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف چلے گئے وہاں انہوں نے پناہ لی اور انتظار کرنے لگے کہ ابرہہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر کیا کرتا ہے؟ جب ابرہہ نے صبح کی تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی تیاری کی اور اپنے ہاتھی کو تیار کیا اپنے لشکر کو صف آرا کیا ہاتھی کا نام محمود تھا اور ابرہہ بیت اللہ شریف کو گرانے کا قصد کرنے والا تھا پھر یمن جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔ جب انہوں نے مکہ مکرمہ کی طرف ہاتھی کو لے جانا چاہا تو نفیل بن حبیب آگے بڑھا یہاں تک کہ وہ ہاتھی کے پہلو میں جا کھڑا ہوا پھر اس کا کان پکڑا اسے کہا: اے محمود! بیٹھ جا جہاں سے آیا تھا اس کی طرف لوٹ جا کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے حرمت والے شہر میں ہے پھر اس کا کان چھوڑ

دیا ہاتھی بیٹھ گیا نفیل بن حبیب دوڑتا ہوا نکل گیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا انہوں نے ہاتھی کو اٹھانے کے لیے مارا تو اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کے سر میں کلہاڑا مارا تا کہ وہ اٹھے تو اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کے پیٹ میں ایسے عصا مارے جس کے سرے مڑے ہوئے تھے انہوں نے اسے لہولہان کر دیا تا کہ وہ اٹھے تو اس نے پھر بھی انکار کر دیا انہوں نے اس کا منہ یمن کی طرف کیا تو وہ دوڑ پڑا انہوں نے اس کا منہ شام کی طرف کیا تو پھر بھی اس نے اسی طرح کیا تو وہ دوڑ پڑا انہوں نے اس کا منہ مشرق کی طرف کیا تو اس نے اس طرح کیا انہوں نے اس کا منہ مکہ مکرمہ کی طرف کیا تو وہ بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کی جانب سے ان پر پرندے بھیجے جو خطاطیف (1) اور بلسان (2) جیسے تھے ہر پرندے کے ساتھ تین پتھر تھے ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا دو پتھر اس کے پاؤں میں تھے جو چنے اور مسور کی دال کے درمیان تھے لشکر والوں میں سے جسے بھی وہ پہنچتا وہ ہلاک ہو جاتا وہ سب کو نہ لگے وہ بھاگتے ہوئے نکلے وہ اس راستہ پر جلدی جلدی جا رہے تھے جس سے وہ آئے تھے وہ نفیل بن حبیب کے بارے میں پوچھ رہے تھے تا کہ یمن کے راستے کی طرف ان کی راہنمائی کرے اللہ تعالیٰ نے جو عذاب ان پر نازل کیا تھا جب نفیل نے وہ دیکھا تو کہا:

أَيْنَ الْمَفَرُّ وَالْإِلٰهُ الطَّالِبُ وَالْأَشْرَمُ الْمغلوبُ لَيْس الغالبُ

اب بھاگنے کے لیے کہاں جگہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تلاش میں ہو اشرم مغلوب ہے وہ غالب نہیں۔

اس نے یہ بھی کہا:

حَمِدْتُ الله إذا أبصرتُ طَيْرًا وخِفت حِجَارة تُلْقَى علينا
فكلُّ القومِ يسأل عن نُفَيلٍ كَأَنَّ عَلَىَّ لِلْحُبْشَانِ دَيْنَا

جب میں نے پرندوں کو دیکھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی وہ ان پتھروں سے ڈر رہا تھا جو ہم پر پھینکے جا رہے تھے تمام نفیل کے بارے میں پوچھ رہے تھے گویا حبشیوں کا مجھ پر کوئی قرض تھا۔

وہ ہر راستہ پر گرتے پڑتے نکل پڑے، وہ ہر میدانی جگہ میں مرتے جا رہے تھے ابرہہ کے جسم میں بیماری لگ گئی وہ اسے لے کر نکل پڑے اس سے پورا پورا گر رہا تھا جب بھی اس سے پورا بھر حصہ گرتا اس سے پیپ نمودار ہوتی اور خون اور پیپ پھوٹ پڑتی یہاں تک کہ وہ اسے صنعاء لے آئے وہ پرندے کے ایک چوزے کی طرح تھا اسے اس وقت موت واقع نہ ہوئی یہاں تک کہ اس کے دل کی جگہ سے اس کا سینہ پھٹ گیا۔ اسی طرح علماء نے گمان کیا ہے۔

کلبی اور مقاتل بن سلیمان (ہر ایک دوسرے سے کچھ کم و بیش نقل کرتا ہے) نے کہا: ابرہہ کے حملہ کا سبب یہ تھا کہ قریش کے کچھ لوگ نجاشی کے ملک کی طرف تاجر کی حیثیت سے نکلے تو وہ سمندر کے کنارے عیسائیوں کے ایک کلیسا کے پاس اترے جسے نصاریٰ ہیکل کہتے انہوں نے کھانا پکانے کے لیے آگ جلائی اس آگ کو اسی طرح چھوڑ دیا اور کوچ کیا آگ پر تیز ہوا چلی تو اس کلیسا پر آگ بھڑکا دی جس سے وہ جل گیا۔ خبر دینے والا نجاشی کے پاس آیا اور اسے واقعہ سنایا وہ غصہ سے بھڑک اٹھا اس

1۔ لمبے بازوؤں والا اور چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا پرندہ۔
2۔ چڑیا سے بڑا پرندہ بعض مکمل کالے اور بعض چتکبرے ہوتے ہیں۔

کے پاس ابرہہ بن صباح، حجر بن شرحبیل اور ابو یکسوم کندیون آئے اور ضمانت اٹھائی کہ وہ کعبہ کو جلائیں گے اور اہل مکہ کو قیدی بنا کر لائیں گے۔ نجاشی بادشاہ تھا اور ابرہہ امیر لشکر تھا ابو یکسوم بادشاہ کا ہم پیالہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا: وہ اس کا وزیر تھا اور حجر بن شرحبیل اس کے قائدین میں سے ایک تھا(1)۔ مجاہد نے کہا: ابو یکسوم ہی ابرہہ تھا۔ وہ سب چلے ان کے ساتھ ہاتھی تھا۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ ہاتھی ایک ہی تھا۔ ضحاک نے کہا: آٹھ ہاتھی تھے۔ وہ ذی مجاز کے مقام پر اترے اور مکہ کے جانور ہانک لیے جن میں حضرت عبدالمطلب کے اونٹ بھی تھے چرواہا خبردار کرنے کے لیے آیا وہ صفا پر چڑھا اور بلند آواز سے اعلان کیا وا صباحاہ۔ پھر لوگوں کو لشکر اور ہاتھیوں کے آنے کی خبر دی۔ حضرت عبدالمطلب نکلے اور ابرہہ کے پاس گئے اور اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ نجاشی کے بارے میں اختلاف ہے کیا وہ ان لوگوں کے ساتھ تھا؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نجاشی بھی ان کے ساتھ تھا، اکثر علماء کی رائے ہے کہ وہ ان کے ساتھ نہیں تھا اہل مکہ نے پرندے دیکھے جو سمندر کی جانب سے آئے تھے حضرت عبدالمطلب نے کہا: یہ پرندے ہمارے علاقہ میں اجنبی ہیں نہ یہ نجد، نہ یہ حجاز اور نہ ہی تہامہ کے علاقہ کے ہیں یہ تو شہد کی مکھیوں کے امیر کی طرح ہیں۔ ان کی چونچوں اور پاؤں میں پتھر تھے جب وہ ابرہہ کے لشکر کے پاس آئے تو ان پتھروں کو ان پر پھینکا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

عطا بن رباح نے کہا: پرندے پچھلے پہر آئے انہوں نے رات گزاری پھر اگلے دن ان پر صبح کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ کلبی نے کہا: ان کی چونچوں میں ایسی ٹھیکری تھی جو ناخن پر رکھ کر پھینکی جا سکتی ہے یہ جھنڈ کے جھنڈ آئے ایک پرندہ تھا جو ان کی قیادت کر رہا تھا جس کی چونچ سرخ اور سیاہ، گردن لمبی تھی جب وہ لشکر کے پاس پہنچے تو اپنی چونچوں میں موجود چیز کو نیچے والے افراد پر پھینکا ہر پتھر پر مقتول کا نام لکھا ہوا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا: ہر پتھر پر لکھا ہوا تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا پھر جہاں سے وہ پرندے آئے تھے اس کی طرف لوٹ گئے۔ عوفی نے کہا: میں نے حضرت ابو سعید خدری سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: مکہ مکرمہ کے کبوتر انہیں میں سے ہیں۔

ایک قول یہ کیا گیا: پتھر ان میں سے کسی کے خود پر پڑتا تو اسے پھاڑ دیتا پھر وہ اس کے دماغ میں لگتا وہ ہاتھی اور جانوروں کو پھاڑ دیتا اور سختی سے گرنے کی وجہ سے زمین میں غائب ہو جاتا۔ ابرہہ کا لشکر ساٹھ ہزار افراد کا تھا ان کے امیر کے سوا کوئی واپس نہ لوٹا۔ وہ لوٹا اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی جماعت تھی جب انہوں نے اپنے مشاہدہ کو لوگوں پر بیان کیا تو وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

واقدی نے کہا: ابرہہ اس نجاشی کا دادا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ابرہہ ہی اشرم ہے اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس کی اریاط کے ساتھ جنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کی طرف چلے پھر ان دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ وہ دونوں باہم مقابلہ کریں گے جو بھی غالب آ گیا حکومت اس کی ہو گی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی اریاط بڑا موٹا تازہ بھاری بھر کم انسان تھا اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا جب کہ ابرہہ چھوٹے قد اور گٹھے جسم والا تھا بردبار اور نصرانیت میں بڑا پختہ تھا اس نے ابرہہ کے سر پر وار کیا جو اس کی پیشانی پر لگا جس نے اس کی آنکھ، ناک، پیشانی اور

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 322

ہونٹ کو زخمی کر دیا اسی وجہ سے اسے اشرم کہتے ہیں عتودہ نے ارياط پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا حبشہ کی حکومت ابرہہ کے ہاتھ آ گئی نجاشی غضبناک ہو گیا اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ابرہہ کی پیشانی کے بالوں کو کاٹے گا اور اس کے ممالک کو روند ڈالے گا ابرہہ نے اپنے بال کاٹے اور اپنے علاقہ کی مٹی سے ایک توشہ دان بھرا اور دونوں چیزیں نجاشی کی طرف بھیج دیں اور کہا: وہ بھی تیرا غلام تھا اور میں بھی تیرا غلام ہوں میں حبشہ کے معاملات چلا رہا ہوں میں نے اپنی پیشانی کے بالوں کو کاٹا ہے اور اپنے ملک کی مٹی بھی تیری طرف بھیجی ہے تاکہ تو اسے روندے اور اپنی قسم پور کرے۔ اس طرح نجاشی اس پر راضی ہو گیا پھر ابرہہ نے صنعاء میں ایک کنیسہ بنایا تاکہ عرب کے حاجیوں کو اس کی طرف پھیر دے۔

## عام الفیل اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت

**مسئلہ نمبر 4**۔ مقاتل نے کہا: عام الفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے چالیس سال پہلے کا واقعہ ہے (1)۔ کلبی اور عبید بن عمیر نے کہا: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے تئیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔ صحیح روایت وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: "میں عام الفیل کو پیدا ہوا"۔ ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ یوم الفیل فرمایا۔ ماوردی نے اپنی تفسیر میں یہ کہا۔ اور کتاب "اعلام النبوۃ" میں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اصحاب الفیل کے واقعہ کے پچاس دن بعد آپ کی ولادت ہوئی تھی یہ رومیوں کے مہینوں کے فروری کے مہینے کے موافق بنتا ہے اور ہرمز بن انوشیروان کے بارہویں سال کے موافق بنتا ہے۔

ابو جعفر طبری نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت نوشیروان بادشاہ کو بیالیس سال گزر جانے پر ہوئی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ حضرت آمنہ نے محرم کے عاشوراء کے روز سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحم میں لیا اور رمضان شریف کے بارہ دن گزر چکے تھے کہ پیر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے حمل کی مدت آٹھ ماہ اور دو دن تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت محرم کے مہینے کے یوم عاشوراء کے دن ہوئی تھی، اسے ابن شاہین ابوحفص نے یوم عاشوراء کے فضائل میں بیان کیا۔ ابن عربی نے کہا: ابن وہب نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل کو پیدا ہوئے (2)۔ حضرت قیس بن مخرمہ نے کہا: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھی والے سال میں پیدا ہوئے (3)۔ لوگوں نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: آدمی کی مروت میں سے ہے کہ وہ اپنی عمر کے بارے میں نہ بتائے کیونکہ اگر وہ چھوٹا ہو گا تو لوگ اس کو حقیر جانیں گے اگر وہ بڑا ہو گا تو اسے بوڑھا خیال کریں گے۔ یہ ضعیف قول ہے کیونکہ امام مالک سے یہ توقع نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بتائیں اور اپنی عمر کو پوشیدہ کریں جب کہ جن علماء کی اقتدا کی جاتی ہے ان میں سے یہ عظیم ہیں۔

عبد الملک بن مروان نے حضرت عتاب بن اسید سے کہا: تو بڑا ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ تو اس نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 338	2۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1980

3۔ جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر 3552، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

مجھ سے ابتدا میں بڑے ہیں اور میں عمر میں ان سے زیادہ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل کو پیدا ہوئے جب کہ میں نے ہاتھی کے سائس اور اس کے قائد کو اندھا اور اپاہج دیکھا ہے وہ دونوں لوگوں سے کھانا طلب کرتے تھے۔ ایک قاضی سے کہا گیا: تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ کا والی بنایا تو اس وقت اس کی عمر بیس سال سے کم تھی۔

## اصحاف فیل کا واقعہ معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

**مسئلہ نمبر 5۔** ہمارے علماء نے کہا: ہاتھی والا قصہ معجزات نبوی میں سے ہے اگرچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اور چیلنج سے قبل ہوا کیونکہ یہ واقعہ آپ کے امر کی تاکید اور آپ کی شان کی تمہید تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورت کی تلاوت کی تو اس وقت مکہ مکرمہ میں بے شمار لوگ ایسے تھے جنہوں نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا تھا اسی وجہ سے فرمایا: اَلَمْ تَرَ مکہ مکرمہ میں کوئی ایسا آدمی نہ تھا مگر اس نے ہاتھی کی قیادت کرنے والے اور اس کے ہانکنے والے کو اندھا دیکھا جو لوگوں سے سوال کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چھوٹی عمر کے باوجود یہ کہا: میں نے ہاتھی کے قائد اور اس کے سائس (ہانکنے والے) کو اندھا دیکھا جو لوگوں سے کھانا مانگتے تھے۔ ابو صالح نے کہا: میں نے حضرت ام ہانی جو ابو طالب کی بیٹی تھیں کے گھر میں ان پتھروں کے تقریباً دو قفیز دیکھے جو سیاہ تھے اور سرخ لکیریں ان پر موجود تھیں۔

**اَلَمْ یَجْعَلْ كَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۝**

"کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو ناکام نہیں بنا دیا۔"

تضلیل کا معنی باطل کرنا اور ضائع کرنا ہے کیونکہ ہاتھی والوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ قریش کو قتل کریں گے اور انہیں گرفتار کریں گے اور بیت اللہ شریف کے بارے میں انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اسے برباد کر دیں گے۔ حضرت عبد المطلب سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ کو بھیجا کہ وہ دیکھے کہ انہوں نے پرندوں سے کیا پایا ہے تو حضرت عبد اللہ کیا دیکھتے ہیں کہ سب لوگ ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہیں وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے ان کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا جب انہیں ان کے والد نے دیکھا تو فرمایا: میرا یہ بیٹا عربوں میں سے شاہسوار ہے اس نے ران سے کپڑا نہیں ہٹایا مگر بشارت دینے کی وجہ سے یا ڈرانے کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ جب وہ مجلس کے قریب ہوئے کہ وہ اپنی آواز لوگوں کو سنا سکتے تھے لوگوں نے پوچھا: پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو فرمایا: سب لوگ ہلاک ہو گئے۔ حضرت عبد المطلب اور ان کے ساتھی نکلے انہوں نے ابرہہ کے لشکر میں مرنے والے لوگوں کا سامان لے لیا بنی عبد المطلب کے اموال اسی وجہ سے بنے اور اسی مال کی وجہ سے حضرت عبد المطلب کی سرداری (1) مکمل ہوئی کیونکہ سونے اور چاندی میں سے جو چاہا اٹھا لیا پھر اہل مکہ نکلے اور ان لشکریوں کا سامان لوٹا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے دو گڑھے کھود کر ان کو سونے اور جواہرات سے بھر دیا پھر ابو مسعود ثقفی سے کہا جو حضرت

1۔ یہ تعبیر پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے ایک طرف تو یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ پہلے قریش کے سردار تھے جو چشمہ کے مالک تھے لوگوں اور جانوروں کو کھانا اور خوراک دیتے اور دوسری طرف ابرہہ کے لشکر کے اموال کی وجہ سے سرداری مکمل ہوئی۔ مترجم

عبدالمطلب کا دوست تھا۔ ان دونوں میں سے جو چاہو لے لے پھر لوگوں نے حبشیوں کے اموال کو لیا یہاں تک کہ ان کے ہاں جگہیں کم پڑ گئیں حضرت عبدالمطلب نے اس موقع پر کہا۔

أنتَ مَنَعتَ الحُبُش والأفيالا وقد رَعَوا بمكّة الأجبالا

وقد خشِينا منهُم القتالا وكلّ أمرلهم مِعْضَالا

شكرا وحمدا لك ذا الجلالا

اے اللہ! تو نے حبشیوں اور ہاتھیوں کو روکا جب کہ انہوں نے تو مکہ مکرمہ میں پہاڑوں کو بھی خوفزدہ کر دیا تھا ہم تو ان کے ساتھ جنگ کرنے سے ڈرے اور ان کی جانب سے ہر مشکل امر سے ڈرے۔ اے رب ذوالجلال! تیرا شکر ہے اور تیرے لیے حمد ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو مکہ مکرمہ سے واپس کر دیا تو عربوں نے قریش کو بڑی عظمت دی انہوں نے کہا: یہ اللہ والے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب سے قتال کیا اور ان کے دشمن کی مؤنت سے انہیں کافی ہو گئے۔ عبداللہ بن عمرا بن مخزوم نے اصحاب فیل کے قصہ میں کہا:

أنتَ الجليلُ ربَّنا لم تُدنِس أنتَ حبستَ الفِيل بالمُغَمِّس

من بعد ماهَمّ بشَرٍّ مُبْلِس حبسته فى هيئة المُكَرْكَس

ومالهم من فرج ومنفس

اے ہمارے رب! تو جلیل الشان ہے تو کمزوری سے آلودہ نہیں تو نے مغمس کے مقام پر ہاتھیوں کو روک لیا کہ بعد اس کے کہ اس نے تکلیف دہ شر کا ارادہ کیا تھا تو نے اسے اوندھے منہ روک لیا۔ ان کے لیے کوئی آسانی اور راحت والی چیز نہ تھی۔

وَّ اَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ﴿۳﴾

''اور (وہ یوں کہ) بھیج دیئے ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار''۔

سعید بن جبیر نے کہا: ہر آسمان کے پرندے تھے اس سے قبل اور نہ اس کے بعد اس قسم کے کوئی پرندے دیکھے گئے۔ جویبر نے ضحاک سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''وہ ایسے پرندے تھے جو آسمان اور زمین کے درمیان گھونسلے بناتے اور بچے دیتے تھے'' (1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ان کی سونڈیں تھیں جس طرح ہاتھی کی سونڈ ہوتی ہے اور ان کے پنجے کتے کے پنجوں جیسے تھے (2)۔ عکرمہ نے کہا: وہ سبز پرندے تھے جو سمندر سے نکلے تھے ان کے سر درندوں کے سر جیسے تھے اس جیسے پرندے نہ اس سے قبل دیکھے گئے اور نہ اس کے بعد دیکھے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ پرندے خطاطیف (3) کے زیادہ مشابہ تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ وطاوط کے زیادہ مشابہ تھے وہ سرخ وسفید تھے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 323 2۔ ایضاً 3۔ آنکس کی طرح ایک قسم کا لیز حالو ہا جس کے ساتھ کسی چیز کو اچک لیا جاتا ہے۔

سعید بن جبیر سے یہ بھی قول مروی ہے: یہ سبز پرندے تھے جن کی زرد چونچیں تھیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ سفید تھے۔ محمد بن کعب نے کہا: یہ سیاہ سمندری پرندے تھے ان کی چونچوں اور ناخنوں میں پتھر تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا: وہ نادر و نایاب عنقاء تھے جن کی ضرب الامثال ذکر کی جاتی ہیں۔ عکرمہ نے کہا: ابابیل کا معنی مجتمع ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی پے در پے ہے وہ ایک دوسرے کے پیچھے تھے: یہ حضرت ابن عباس اور مجاہد کا قول ہے۔ مجاہد نے کہا: اس کا معنی ہے مختلف جدا جدا۔ کچھ ادھر سے آتے یہاں سے وہاں تک: یہ حضرت ابن مسعود، ابن زید اور اخفش کا نقطہ نظر ہے۔ نحاس نے کہا: یہ سب اقوال متفق ہیں اس کا حقیقی معنی تو یہ ہے وہ بڑی بڑی جماعتیں تھیں۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: فلان یؤبل علی فلان۔ فلان اس پر عظیم ہوتا ہے اور کثیر ہوتا ہے یہ ابل سے مشتق ہے ابابیل کے واحد میں اختلاف ہے۔ جوہری نے کہا: اخفش کہتا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: جاءت ابلك ابابیل تیرے اونٹ تھوڑے تھوڑے آئے اور طَيْرًا اَبَابِيْلَ ٹولیوں کی صورت میں پرندے آئے۔ کہا: یہ کثرت کے معنی میں آتا ہے یہ ایسی جمع ہے جس کا کوئی واحد نہیں۔ بعض نے کہا: اس کا واحد ابول ہے جس طرح عجول۔ بعض یعنی مبرد نے کہا: اس کا واحد ابیل ہے جیسے سکین ہوتا ہے۔ کہا: میں نے عربوں کو نہیں پایا کہ وہ اس کا واحد جانتے ہوں مگر صحاح میں ہے کہ وہ اس کا واحد جانتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا واحد ابال ہے رؤبہ بن عجاج نے اس کی جمع کے بارے میں کہا:

ولعبت طيرٌ بِهِمْ أبابيلْ    فصُيِّروا مِثْلَ كَعَصْفٍ مَأْكُولْ

پرندوں کے جھنڈ ان کے ساتھ کھیلے تو انہیں کھاتے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا گیا۔

اعشی نے کہا:

طريقٌ و جبّارٌ رِواءٌ أُصولُهُ    عَلَيهِ أبابيلٌ من الطَّيرِ تَنْعَبُ

راستہ اور کھجور کا لمبا درخت جس کی جڑوں کو سیراب کیا گیا ہے جس پر پرندوں کے جھنڈ آوازیں لگا رہے ہیں۔

ایک اور شاعر نے کہا:

تَراهُمْ إلى الداعي يسرعا كأنّهم    أبابيلُ طَيْرٍ تحتَ دَجْنٍ مُسَخَّنِ

تو انہیں دیکھے گا کہ وہ داعی کی جانب تیزی سے جا رہے ہیں گویا وہ پرندوں کے جھنڈ ہیں جو تکلیف دہ تاریکی کے نیچے ہیں۔

فراء نے کہا: اس کا لفظوں میں واحد نہیں (1) رؤاسی جو ثقہ ہے نے گمان کیا کہ انہوں نے اس کے واحد کے بارے میں سنا کہ اس کا واحد اہالہ ہے۔ فراء نے ابالہ بیان کیا ہے کہا: میں نے ایک عرب سے سنا وہ کہتا ہے ضغث علی ابالة اس سے وہ شادابی پر مراد لیتے ہیں۔ کہا: اگر کوئی کہنے والا یہ کہے ایبال تو یہ درست ہوتا جس طرح دینار کی جمع دنانیر آتی ہے۔ اسحاق بن عبد اللہ بن حارث بن نوفل نے کہا: ابابیل یہ ابل مؤبلہ سے ماخوذ ہے یعنی ٹکڑیاں ٹکڑیاں، ریوڑ۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 324

''جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں''۔

صحاح میں یہ وضاحت ہے: حجارة بن سجیل علماء نے کہا: مٹی سے بنے پتھر جن کو جہنم کی آگ سے پکایا گیا تھا ان میں لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے کیونکہ الله تعالیٰ کا فرمان ہے: لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً (الذاریات) تاکہ ہم برسائیں ان پر گارے کے بنے ہوئے پتھر (کھنگر)۔

عبدالرحمن بن ابزی نے کہا: مِّنْ سِجِّيْلٍ کا معنی ہے آسمان سے نازل ہوئے یہ وہ پتھر تھے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر نازل ہوتے تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ جہنم سے آتے تھے یہی سجین ہے پھر لام کو نون سے بدل دیا، جس طرح اصیلان اصل میں اصیلال تھا۔ ابن مقبل نے کہا:

ضَرْبًا تَوَاصَتْ بِهِ الأَبْطَالُ سِجِّيْنَا

اس مصرعہ میں سجین، سجیل تھا۔

زجاج نے کہا: مِّنْ سِجِّيْلٍ کا معنی ہے جو ان کے بارے میں لکھا ہوا تھا کہ اس کے ساتھ انہیں عذاب دیا جائے گا یہ سجل سے مشتق ہے۔ سورۂ ہود میں سجیل کے متعلق گفتگو گزر چکی ہے۔ عکرمہ نے کہا: وہ پرندے ان پتھروں کو پھینکتے جو ان کے پاس ہوتے تھے ان میں سے جسے وہ پتھر لگتا تو اس کی وجہ سے اس کے جسم میں ایسا چیچک کا دانہ نکلتا جیسا پہلے نہیں دیکھا گیا ہوتا تھا وہ پتھر چنے کے برابر اور مسور سے بڑا ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پتھر جب ان میں سے کسی کو لگتا تو اس کے چمڑے میں آبلہ سا بنتا یہ چیچک کا آغاز ہوتا۔ عام قراءت ترمیھم ہے کیونکہ پرندوں کی جماعت مونث ہے۔ اعرج اور طلحہ نے اسے یاء کے ساتھ پڑھا ہے معنی ہوگا الله تعالیٰ ان کی طرف پھینکتا ہے اس کی دلیل الله تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 17) بلکہ الله تعالیٰ نے پھینکیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ مذکر کی صورت میں ضمیر طیر کی طرف لوٹ رہی ہو کیونکہ لفظ طیر تانیث کی علامت سے خالی ہے کیونکہ یہ مونث غیر حقیقی ہے۔

## فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾

''پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ''۔

الله تعالیٰ نے اصحاب فیل کو کھیتی کے ان پتوں کی طرح بنا دیا جن کو چوپاؤں نے کھالیا اور انہیں نیچے کی جانب سے پھینک دیا ان کے جوڑوں کے ٹوٹ جانے کو ان کے اجزاء کے بکھر جانے سے تشبیہ دی، یہی معنی ابن زید اور دوسرے علماء سے مروی ہے۔ سورۂ رحمٰن میں عصف کے بارے میں قول گزر چکا ہے۔ جو چیز اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس سے مراد کھیتی کے پتے ہیں وہ علقمہ کا قول ہے:

تَسْقِي مَذَانِبَ قَدْ مَالَتْ عَصِيفَتُهَا حَدُورُهَا من أَتِيِّ الماءِ مَطْمُوم

رؤبہ بن عجاج نے کہا:

وَمَسَّهُمْ مَا مَسَّ أَصْحَابَ الفِيلْ تَرْمِيهِمْ حِجَارَةٌ مِنْ سِجِّيلْ

وَلَعِمتْ طَيْرٌ بِهِمْ أَبَابِيلْ فَصُيِّرُوا مِثْلَ كَعَصْفٍ مَأْكُولْ

انہیں وہ مصیبت پہنچی جو اصحاب فیل کو پہنچی تھی ان پر مٹی سے بنے پتھر گر رہے تھے ان سے پرندوں کے جھنڈ کھیلے تو انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنا دیا گیا۔

عصف جمع ہے اس کا واحد عصفہ، عصافہ اور عصیفہ ہے کَعَصْفٍ میں جو کاف لایا گیا ہے یہ تشبیہ کے لیے ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (الشوریٰ: 11) ماکول کا معنی ہے جس کا دانہ کھایا گیا ہو۔ جس طرح یہ جملہ کیا جاتا ہے: فلان حَسَنٌ ای فلانٌ حَسَنٌ وجهُه۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ سے مراد گندم کا چھلکا ہے یعنی وہ غلاف جس میں گندم کا دانہ ہوتا ہے۔ روایت بیان کی جاتی ہے: پتھر ان میں سے ایک پر گرتا تو اس کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا وہ نکل جاتا تو وہ اسی طرح باقی رہ جاتا جس طرح گندم کا چھلکا ہو جب اس سے گندم نکل جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب پرندوں نے پتھر پھینکے تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیج دیا جس نے پتھروں کو مارا اور ان کی سختی میں اضافہ کر دیا۔ وہ پتھر کسی پر نہ گرتا مگر وہ ہلاک ہو جاتا۔ بنو کندہ کے ایک فرد کے سوا ان میں سے کوئی بھی نہ بچا اس نے کہا:

فإنَّكِ لَوْ رَأَيْتِ ولم تَرَيْهِ لدى جنب المُغَمَّس مالَقِينا

اگر تو دیکھتی اور تو اسے نہ دیکھے مغمس کے پہلو میں جو ہمیں مصیبت پہنچی۔

خَشِيتُ الله إذ قد بَثَّ طَيْرًا وظِلَّ سحابةٍ مَرّت عَلَيْنَا

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا جب اس نے پرندوں کو پھیلا دیا اور بادل کا سایہ جب ہمارے اوپر سے گزرا۔

وباتت كلُّها تدعو بِحَقٍّ كأنّ لها على الحُبْشَانِ دَيْنَا

سب نے صدق دل سے دعا کرتے ہوئے رات گزاری گویا پرندوں میں سے ہر ایک کا حبشیوں پر قرض تھا۔

ایک روایت یہ کی گئی ہے کہ وہ پتھر تمام کو نہیں لگے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جس کو چاہا تھا اسے لگے تھے۔ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ان کا امیر اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت واپس لوٹی تھی جب انہوں نے اس امر کی خبر دی جو انہوں نے حالات و واقعات دیکھے تھے تو سب ہلاک ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو مکہ مکرمہ سے لوٹایا تھا تو عربوں نے قریش کو بڑی عزت دینا شروع کی اور کہا: یہ اللہ والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب سے قتال کیا اور ان کے دشمن کی مصیبت کے لیے کافی ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے انعام تھا۔